

## ترجمہ قرآن: تاریخ، مفہوم، اقسام، فوائد، ضرورت اور شرائط کا تحقیقی جائزہ

### *A Research Review of Quran Translation: History, Concept, Types, Benefits, Necessity, and Conditions*

*Ghulam Hussain.*

*MPhil Scholar, Insitute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.*

#### **Abstract**

*This research provides a comprehensive analytical study of the concept, history, types, benefits, necessity, drawbacks, and essential conditions of the translation of the Holy Qur'an. It begins by discussing the literal and technical meanings of the term "translation" in both general and Islamic contexts, with references to its usage in the Arabic language. The study then categorizes Qur'anic translations into two main types: literal translation and interpretive translation. The distinction between translation and tafsīr (exegesis) is also clarified. A significant portion of the research is dedicated to exploring the need for and importance of Qur'anic translation, especially for non-Arabic speaking audiences. The paper further elaborates on the advantages and disadvantages of translation, acknowledging that while translations can offer access to Qur'anic meanings, they also carry the risk of misinterpretation if done improperly. The causes and motivations for translating the Qur'an into various languages are examined, especially in the context of historical, cultural, and missionary efforts. Most importantly, the research emphasizes the conditions and qualifications necessary for a person to translate the Qur'an authentically. It asserts that only those well-versed in Islamic sciences, Arabic linguistics, and the principles of tafsīr should undertake this task, as the Qur'an is divine speech revealed in eloquent Arabic to the Prophet Muhammad (peace be upon him). Hence, any attempt to convey its meaning into another language must be done with utmost caution, reverence, and scholarly competence.*

**Keywords:** *Qur'anic Translation, Historical Development, Types of Translation, Necessity and Limitations, Conditions of Translator*

**Al-Idrak Research Center, Lahore, Pakistan**

**Copyright:** © The Authors.

This is an open access work licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).



## تعارفِ موضوع

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ آخری اور مکمل کلام ہے، جو تمام بنی نوع انسان کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ چونکہ قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا اور دنیا کی اکثریتی آبادی غیر عرب ہے، اس لیے قرآن کے معانی کو ان تک پہنچانے کے لیے مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ ناگزیر ہو گیا۔ قرآن فہمی کے لیے ترجمہ ایک اہم ذریعہ ہے، لیکن یہ عمل انتہائی احتیاط اور علمی مہارت کا متقاضی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنا عام ترجمے کے اصولوں سے مختلف اور نازک تر ہوتا ہے۔ اس تحقیقی مطالعے میں ترجمہ قرآن کے تاریخی ارتقاء، لغوی و اصطلاحی مفہوم، اقسام، فوائد، ضرورت اور اس کے نقصانات پر جامع روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ترجمہ کے اصول و شرائط کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے تاکہ اس علمی و دینی ذمہ داری کو سمجھا جاسکے۔ یہ تحقیق اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ کون شخص قرآن کا ترجمہ کرنے کا اہل ہے اور اس کے لیے کون سے علمی و دینی معیار ضروری ہیں۔ نیز، ترجمہ قرآن اور تفسیر کے مابین فرق کو واضح کرتے ہوئے قاری کو اس موضوع کی اہمیت اور باریکیوں سے روشناس کرایا گیا ہے۔

## ترجمہ قرآن کی تمہیدی مباحث

### ”ترجمہ“ کا لغوی معنی

ترجمہ کا لغوی معنی "مشتبہ ہونا" ہے۔<sup>1</sup>

### ترجمہ کا اصطلاحی معنی

لسان العرب میں لفظ ترجمہ کا اصطلاحی معنی یہ بیان کیا گیا ہے۔

ترجم الترحمان و الترجمان المفسر للسان: بالضم والفتح هو الذي يترجم الكلام: اي ينقله من لغة الى لغة اخرى.<sup>2</sup>

”ترجمہ“ تاکہ زیر اور پیش دونوں کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے۔ ترجمان اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی زبان کی وضاحت کرے۔ یہ وہ شخص ہوتا ہے جو کسی کلام کا ترجمہ کرتا ہے یعنی اسے ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرتا ہے۔“

ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر ترجمہ بیان کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

ترجمہ کا لفظ عربی زبان میں چار معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

- (1) کلام ایسے شخص تک پہنچانا جس تک وہ نہ پہنچا ہو۔
- (2) کلام کی تفسیر اس زبان میں کرنا جس زبان میں کلام وارد ہوا ہو۔
- (3) کسی دوسری زبان میں کلام کی تفسیر و توضیح کرنا۔

4) کلام کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا۔

لغت عرب میں ترجمہ کا استعمال

عرب کی لغت میں ترجمہ کا لفظ دو معنی میں مستعمل ہے۔

1. ایک زبان سے دوسری زبان میں نقل کرنے کو ترجمہ کہا جاتا ہے۔ سوائے اسکے کہ جس کلام کا ترجمہ ہو ہے اسکے معنی کو واضح کیا جائے۔ مثلاً، کسی ایک زبان کے ردیف کو ہٹا کر اسکے قائم مقام دوسرا ردیف لے آئے۔
2. ایک کلام کا مطلوب و مقصود دوسری زبان میں تفصیل سے بیان کر دیا جائے۔<sup>3</sup>

ترجمہ کی اقسام

ابتداء ترجمہ کو دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) لفظی ترجمہ، (۲) تفسیری ترجمہ

لفظی ترجمہ کو مزید دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) ترجمہ بالمثل، (۲) ترجمہ بغیر المثل

گویا اس لحاظ سے ترجمہ کی چار اقسام ہیں۔

1- لفظی ترجمہ

(الف)۔ ترجمہ بالمثل، (ب)۔ ترجمہ بغیر المثل

2- تفسیری ترجمہ

1- لفظی ترجمہ

لفظی ترجمہ کا مطلب کلام کو ایک زبان سے دوسری زبان میں اس نظم و ترتیب کے ساتھ نقل کر دیا جائے جیسے وہ پہلے موجود

ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اصل کلام کے معنی و مطلب کو قائم رکھا جائے اور اس میں کوئی بھی تبدیلی رونمانہ ہو۔<sup>4</sup>

پیر محمد چشتی اس کو "ترجمة الالفاظ" کا نام دیتے ہوئے اس کی وضاحت کرتے ہیں:

"ترجمة الالفاظ کی پہلی قسم کلمات مفردہ کے حوالہ سے ہوتی ہے۔ کسی غیر مانوس استعمال لفظ کے معنی کو

کسی دوسری قابل فہم زبان کے الفاظ میں بیان کیا جائے جیسے عربی میں "اسد" اور "غضنفر" کا بالترتیب

ترجمہ "شیر اور پھر شیر" میں کیا جائے لہذا جس مفرد لفظ کا بھی ترجمہ ہو اسے ترجمة الالفاظ ہی کہا جائے گا

اور تفسیر و تشریح یا تفہیم کہنا بھی کافی حد تک درست تصور ہو گا کہ جس زبان میں اس کا ترجمہ ہو رہا ہے اس

زبان کے جاننے والوں کے لیے تشریح و تفہیم بھی ہے۔ گویا ترجمۃ الالفاظ کا یہ انداز تعریف لفظی کا

ایک پہلو ہے۔<sup>5</sup>

لفظی ترجمہ کی اقسام

۱۔ ترجمہ بالمثل

ترجمہ بالمثل کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کا کسی دوسری زبان میں اس انداز میں ترجمہ کیا جائے جو ہر لحاظ سے اس کے مشابہ ہو۔ یہاں تک کہ ترجمہ کے مفردات اور اس کا اسلوب و انداز اسلوب قرآن مجید کی جگہ لے لے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ قرآن کی اصل عبارت میں معانی جن تشریحی مسائل پر حاوی ہوں وہ ترجمہ کے اندر بلا کم و کاست موجود ہوں۔ جس سے یہ واضح ہو کہ قرآن مجید کا یہ ترجمہ ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ نزول قرآن کے اساسی مقاصد اور ہیں جو درج ذیل ہیں۔

قرآن مجید کے اساسی مقاصد

1. قرآن کریم حضور ﷺ کی رسالت کی صداقت کی دلیل و برہان کے طور پر نازل ہوا ہے۔ اس کا اعجاز یہ ہے کہ جن و انس مل کر بھی اس جیسی کوئی سورت نہیں بنا سکتے ہیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اللہ رب العزت کے سچے نبی تھے اور جو کلام آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے وہ کلام ربانی ہے، کسی بشر کا نہیں ہے۔
2. قرآن مجید کے نزول کا دوسرا مقصد بنی نوع انسان کی دنیا و آخرت کی فلاح و صلاح ہے۔

ب۔ ترجمہ بغیر المثل

ترجمہ بغیر المثل کا مطلب یہ ہے کہ جو مترجم اپنی استطاعت کی حد تک قرآن مجید کا ترجمہ درست کرے۔ یہ بات کلام میں ممکن ہے مگر کتاب ربانی میں صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس سے نظم قرآن اور اس کے معنی و مفہوم میں خلل پیدا ہوتا ہے۔ مزید برآں یہ محنت و کاوش عبث اور غیر ضروری بھی تصور ہوتی ہے۔<sup>6</sup>

2۔ تفسیری ترجمہ

تفسیری ترجمہ سے مراد یہ ہے کہ کلام کے معنی و مقصود کی وضاحت دوسری زبان میں کر دی جائے اور اس صورت میں اصل کلام کی نظم و ترتیب اور اس کے جملہ معانی مقصودہ کا لحاظ نہ رکھا جائے۔ اس وقت اصل کلام سے جو معنی مراد ہوتا ہے اس کو سمجھ کر دوسری زبان میں نقل کر دیا جائے۔<sup>7</sup>

پیر محمد چشتی اس کو ترجمۃ الکلام قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

”اس میں الفاظ مفردہ کے نہیں بلکہ کسی مضمون اور مرکب تام و کلام کے مختلف الفاظ کے حصہ کے لغوی

معانی دوسری زبان کے الفاظ میں بیان کیے جاتے ہیں۔ جس میں ان کی ترکیبی حیثیت اور مرادی مفہوم کو

ظاہر کرنا مقصد نہیں ہوتا وہ مسند ہے یا مسند الیہ، مضاف ہے یا مضاف الیہ، صفت ہے یا موصوف، عامل ہے یا معمول وغیرہ۔ ترجمۃ الالفاظ کی اس قسم میں کبھی بھی کلام کے الفاظ مفردہ کی ترکیبی حیثیت خود ہی ظاہر ہو جاتی ہے جسے حسن اتفاق ہی کہا جاسکتا ہے۔<sup>8</sup>

پیر محمد چشتی نے ترجمۃ الالفاظ اور ترجمۃ الکلام کا فرق واضح کرتے ہوئے لکھا ہے:

”ترجمۃ الالفاظ اور ترجمۃ الکلام دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں جن کے مفہوم اور مصداق بھی ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں۔ ترجمۃ الالفاظ پر ترجمہ کا اطلاق کرنا حقیقت لغویہ کے طور پر ہے جس کا عرف میں حل نہیں ہے اس کے برعکس ترجمۃ الکلام پر لفظ ترجمہ کا اطلاق کرنا حقیقت لغویہ کے منافی نہیں ہے۔ کسی بھی کلام کا مقصد اور معیاری ترجمہ ہمیشہ با محاورہ ترجمہ تصور ہے، شرائط کے مطابق ہوتا ہے، اس میں لفظی ترجمہ یا تحت اللفظ ترجمہ جیسے الفاظ و تقسیمات علمی حلقوں کی ناقص سوچ کے سبب سننے کو ملتی ہیں۔ اسلاف میں اس کا کوئی ثبوت اور مثال نہیں ملتی اور نہ ہی اس کو درایت و روایت تسلیم کرتی ہے۔“<sup>9</sup>

#### ترجمہ قرآن اور تفسیر میں فرق

1. ترجمہ اصل الفاظ کے وہ معانی ہوتے ہیں جو متن کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ جبکہ تفسیر میں ایسا نہیں ہوتا۔ کیونکہ تفسیر ہمیشہ اصل کلام سے مربوط ہوتی ہے۔ اگر تفسیر کو اصل کلام سے علیحدہ تصور کیا جائے تو کلام بے فائدہ ہو جاتا ہے۔
2. ترجمہ میں اصل کلام کی حقیقی روح کو باقی رکھا جاتا ہے۔ جبکہ تفسیر میں کلام کی وضاحت مقصود ہوتی ہے، خواہ وہ اجمالاً ہو یا تفصیلاً۔
3. ترجمہ میں شرح و تفصیل ضروری نہیں ہوتی جب کہ تفسیر میں ضروری ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترجمہ اصل کے مطابق ہوتا ہے۔
4. قرآن مجید کی تفسیر عربی زبان میں لکھی جاسکتی ہے جبکہ ترجمہ دوسری زبانوں میں بھی کیا جاسکتا ہے۔
5. ترجمہ اس دعوے کا ثبوت ہے کہ مترجم نے جن معانی و مقاصد کو اصل کلام سے نقل کیا ہے ان پر مطمئن ہوا جاسکتا ہے۔ اور اس کے برعکس تفسیر میں ایسا نہیں ہوتا۔ مفسر تذبذب کا شکار ہوتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات مفسر اپنے علم و نظر کی کمی تسلیم کر لیتا ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی کے مطابق ترجمہ اور تفسیر دونوں علوم لازم و ملزوم ہیں۔ ان دونوں کے مابین تعلق کی وضاحت کرتے ہوئے انھوں نے لکھا ہے کہ:

”ترجمہ قرآن بھی تفسیر قرآن کا ایک اہم حصہ ہے۔ ترجمہ بھی ایک طرح کی تفسیر ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ جب تک آپ قرآن مجید کی کسی آیت کو سمجھ کر اس کا مطلب متعین نہ کر سکیں اس کا ترجمہ ممکن نہیں ہے۔ اس لیے ترجمے کے لیے بھی فہم کی ایک سطح درکار ہے۔ جہاں جہاں قرآن مجید کی تفسیر کو سمجھنا ضروری ہے وہاں تفسیر کے سمجھے بغیر ترجمہ نہیں ہو سکتا ہے۔ جہاں تاویل کرنی ہے وہاں تاویل کے بغیر ترجمہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا تفسیر اور تاویل کی ایک کم از کم سطح ترجمے کے لیے بھی ضروری ہے۔“<sup>10</sup>

### ترجمہ قرآن کی ضرورت و اہمیت

کسی دوسری زبان کے بولنے والے کبھی ہماری طرح زندگی کو مشاہدات اور تجربات کی روشنی میں پرکھتے ہیں۔ ان کے تجربات اور مشاہدات ان کے ادب میں مل جاتے ہیں اور اس ادب کا مطالعہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس زبان کو سیکھیں۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ ہر شخص پہلے زبان سیکھے پھر اس زبان کے ادب کا مطالعہ کرے۔ اس لیے مخصوص لوگ وہ زبان سیکھ کر اس زبان کے ادب کا اپنی زبان میں ترجمہ کر کے اپنے لوگوں کے لیے دیگر زبانوں کے علمی کام سے استفادہ کو ممکن بنا سکتے ہیں۔ اس اعتبار سے ترجمہ نویس کا کام صرف ایک زبان میں دستیاب معلومات کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کے حوالے سے ہی اہم نہیں ہے بلکہ یہ ایک زبان کی تہذیب، ثقافت، مذہب، سیاست، معاشرت، فکر اور نظریات کو بھی دوسری زبان میں منتقل کرتے ہوئے دو الگ الگ نظام ہائے حیات کے پیروکاروں کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں بھی معاون ثابت ہوتا ہے۔

قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنا مسلمان کے لیے لازم ہے۔ اس کی مدد سے قرآن مجید کے معانی و مطالب کو ان مسلمانوں اور غیر مسلموں تک پہنچایا جاتا ہے جو عربی کو سمجھنے اور بولنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں۔ اس کے ذریعے ملحدین کے مکرو فریب سے اسلامی عقیدے کی حمایت و حفاظت کی جاتی ہے۔ مشرکوں کی جہالت اور علالت کا پردہ چاک کیا جاتا ہے کیونکہ انھوں نے دانستہ قرآن مجید کے ایسے تراجم کیے جو عقائد باطلہ اور تعلیمات فاسدہ کی ترویج کے لیے تھے۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ قرآنی زبان سے نا آشنا لوگوں کے سامنے قرآن کی ایسی صورت پیش کریں جس سے وہ نفرت کرنے لگیں۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد امت کے علماء پر ابلاغ قرآن فرض ہے۔ ابلاغ قرآن عرب و عجم دونوں کو ایک طریقہ اور ایک انداز سے نہیں ہو سکتا بلکہ اہل عجم کے لیے اس کا ترجمہ کرنا ضروری ہے۔ ہر دور کے اسلاف اپنے اخلاف میں تفسیر قرآن منتقل کرتے رہے ہیں۔ جن علاقوں میں قرآن پہنچان علاقوں میں اس کی تفہیم بھی پہنچی اس لیے کہ تفہیم کے

بغیر قرآن کو سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن مجید لغت قریش پر بزبان عربی نازل ہوا مگر باوجود اس کے کہ اہل عرب تفہیم قرآن میں نبی کریم ﷺ کے محتاج تھے اور اہل عجم تو پھر اہل عجم ہیں، وہ بالاولیٰ اس کی تفہیم کے محتاج ہیں۔

تفہیم کا اولین مرحلہ "ترجمہ" ہوتا ہے۔ اس کے بغیر نہ تو کوئی شخص مفہوم و مدعا قرآنی کو سمجھ سکتا ہے اور نہ سمجھا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کی تفہیم و تشریح کے لیے خود عربی زبان میں کثیر تعداد میں تفاسیر مطبوعہ ہیں۔ عربی زبان کے علاوہ قرآن مجید کی تفہیم و تفسیر پہلے پہلے تراجم کی صورت میں ضروری ہے۔ چنانچہ اب دنیا میں ایسی کوئی زبان نہیں ہے جس کے بولنے والے مسلمان ہوں اور ان کی زبان میں قرآن مجید کا مترجم نہ ملتا ہو۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا کی تقریباً ایک سو سے زائد زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کیے جا چکے ہیں۔

### ترجمہ قرآن کی افادیت

جس طرح ہر تصویر کے دو پہلو ہوتے ہیں اسی طرح قرآن مجید کے ترجمہ کے فوائد بے شمار ہیں۔ ہر انسان اپنی زبان میں سوچتا ہے اور جب کوئی چیز اس کی اپنی زبان میں پیش کی جاتی ہے تو وہ زیادہ دلپذیر اور اثر انداز ہو جاتی ہے لہذا قرآن کی تبلیغ کے لئے اور اس کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ترجمہ مختلف زبانوں میں موجود ہو یہ حقیقت ہے کہ قرآن کے ترجموں سے غیر عربی مسلمانوں نے اسلامی تعلیمات کو اپنے اندر رچایا اور بسایا اور غیر مسلموں نے بھی قرآن مجید کی تعلیمات کو سراہا اور قرآن کی خوبیوں کا اعتراف کیا۔ یہاں تک کہ کئی غیر مسلموں نے قرآن مجید کے مطالعے کے بعد اسلام قبول کر لیا۔

قرآن کے غیر عربی ترجموں اور تفسیروں کی وجہ سے غیر عربی داں مسلمانوں کو فقہ، شریعت اور احکام سمجھنے میں بڑی آسانی ہوئی۔ اس کے علاوہ اسلامی قانون اور اسلامی فلسفہ کی ترویج ہوئی۔ گویا قرآن کے ترجموں اور تفسیروں نے غیر عربی دانوں کے لئے قرآن کے مفہوم کو سمجھنے کے دروازے کھول دیے۔<sup>11</sup>

### ترجمہ قرآن کی مضرت

قرآن کے ترجموں سے شدید ترین مضرت ان لوگوں سے پہنچی جو کسی وجہ سے اس کے حاسد و دشمن ہو چکے تھے، قرآن کی ہدایت اتنی سچی اور اسلوب اتنا دلنشین ہے کہ اس کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لئے جھوٹ غلط بیانی اور اتہام تراشی ضروری ہے۔ لہذا قرآن کو بدنام کرنے کے لئے دشمنان اسلام کے بہت بھاری سرمایہ مقرر کر رکھا ہے اور ان لوگوں نے اس زر بے بہا کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا کہ قرآن کا غلط اور فاسدانہ ترجمہ کریں جس سے یہ ثابت کر سکیں کہ نعوذ باللہ قرآن مجید اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ رسول امی کی تخلیق ہے۔ حالانکہ ان کے دل گواہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص تھے جو ایک لفظ لکھنا تو کیا پڑھنا بھی نہ جانتے تھے۔ جب انہیں کوئی آیت لکھی ہوئی دریافت کرنی ہوتی تھی تو پڑھے لکھے صحابہ سے مطلوبہ مسئلہ دریافت کرنے کا فرماتے تھے۔ اللہ کی شان اور حکمت کہ رسول اکرم ﷺ کو امی رکھتا کہ قرآن کے اعجاز اور بلاغت کو لوگ رسول اکرم سے منسلک نہ کر سکیں۔ دراصل اس قسم کی کوئی بات ہوتی تو ظالم قریش کبھی خاموش نہ رہتے وہ تو ہر لحظہ اسی

تاک میں رہتے تھے کہ کہاں کوئی جھول ملے اور وہ سرعام مذاق کریں۔ آخر حق کی فتح ہوئی۔ یہ تمام باتیں تو ہم کہتے ہیں لیکن آج بھی دشمنان اسلام خاموش نہیں بیٹھتے اور غلط اور گمراہ کن ترجموں سے لوگوں میں قرآن اور اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کرنے کی مسلسل کوششیں کرتے رہتے ہیں۔

انہوں نے اپنے مذموم منصوبوں کے ہتھیاروں سے قرآن اور اسلام کو مجروح کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور اس کا سب سے اچھا طریقہ غلط ترجموں کا حربہ تھا۔ لہذا قرآن کا اچھا اور صحیح ترجمہ غیر عربی دان طبقے کے لئے ایک نعمت ہے اسی طرح سے دشمنان اسلام کے غلط ترجمے اسلام اور مسلمانوں کے لئے سخت نقصان دہ ہیں۔<sup>12</sup>

### اسباب ترجمہ

آفتاب اسلام کی شعاعیں مکہ اور مدینے سے طلوع ہوتی ہوئی دھیرے دھیرے بڑھتی جا رہی تھیں۔ روشنی کا دائرہ پھیلتا جا رہا تھا۔ اسلام کی اساس قرآن سے قائم ہے اور یہ پیغام اللہ نے بنی نوع انسان کو رسول اللہ ﷺ کے توسط سے پہنچایا۔ ارشاد باری تعالیٰ: قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔<sup>13</sup> ”فرمادیتجئے! اے بنی نوع انسان! میں اللہ کا رسول ہوں تم سب لوگوں کے لئے۔“ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔<sup>14</sup> ”اور ہم نے تو آپ کو بنی نوع انسان کے لئے خوشخبری سنانے والا اور (خدا کا) خوف دلانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ یہ نہیں سمجھتے۔“

لہذا قرآن کا خطاب تمام بنی نوع انسان سے ہے اور اس کا پیغام آفاقی ہے لیکن چونکہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایک خاص مکان و زمان میں نازل ہوا لہذا ضروری تھا کہ اس کلام کی زبان مقامی ہو جو اس ملک اور اس عصر کے لوگوں کے لئے عام فہم، زود اثر اور پرکشش ہو۔ قرآن کوئی مجرد فلسفہ کی کتاب تو نہیں کہ محض زبانی جمع خرچ ہوتا رہے۔ یہ تو بنی نوع انسان کے لئے حقیقی لائحہ حیات، دعوت عمل اور نور ہدایت ہے۔ اس لئے اس کا اپنی قوم کی زبان میں نازل کرنا ضروری تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ۔<sup>15</sup>

”اور ہم نے (اللہ نے) بھیجا ہر رسول کو اسی کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ لوگوں کو واضح طور پر (تعلیمات)

سمجھا سکے۔“

مزید یہ بھی ضروری تھا کہ قرآن اپنے مقامی مواضع میں بھی عالمی اور آفاقی پیغام کا حامل ہو۔ ایک درخت بار آور ہو جس کے اثمار سے دنیا بھر کے انسان تا قیامت مستفید ہوتے رہیں۔ ابدی نور ہو جس کی روشنی میں انسان صراط مستقیم پر گامزن رہیں۔ آخر کار دین اسلام جزیرہ عرب کی حدود سے باہر پھیلنے لگا اور غیر عرب مسلمانوں کو قرآن کا پیغام سمجھنے کی ضرورت پیش آئی تاکہ وہ اسلام اور اس کے اصولوں سے معرفت حاصل کر سکیں۔ قرآن اسلام کا دستور اور آئین ہے اور اسی سے شریعت مستنبط ہے۔ قرآن کو سمجھے بغیر شرعی قوانین کا نفاذ ممکن نہیں، ایک اسلامی معاشرہ تو کیا ایک فرد کی اسلامی طرز معاشرت کے لئے بھی قرآن کا سمجھنا ضروری ہے۔ قرآن مسلمانوں کے لئے ہدیہ بھی ہے اور ہدایت بھی ہے اور اسی لئے قرآن کی تعلیمات کو سمجھے

بغیر مسلمان اپنے آپ کو مسلمان کہنے کا صحیح حقدار نہیں ہوتا۔ لہذا جب دائرہ اسلام غیر عربی دال علاقوں میں داخل ہو تو قرآن کے ترجمہ کی ضرورت پیش آئی۔ قرآن تو عربی میں تھا اور غیر عرب مسلمان عربی سے نابلد تھے۔

مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کے اسباب

علماء نے کئی زبانوں میں اب تک ترجمے کی کوشش کی ہے اور مستقبل میں بھی اس کی کاوشیں جاری رہیں گی۔ تراجم قرآن کے مختلف اسباب درج ذیل ہیں۔

1. قرآنی تراجم کے وجود میں آنے کا اساسی اور اولین سبب اسلام کا غیر عربی ممالک میں انتشار ہے۔ جس نے وہاں کے عربی دال علماء کو قرآن کے ترجمے پر مجبور کیا تاکہ ہر خاص و عام قرآن کا پیغام ذہن نشین کر لیں۔
2. اگر صرف سبب (1) پر اکتفا کیا جائے تو اس کے لئے ہر زبان میں ایک ہی ترجمہ ہونا کافی تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی زبان کے متعدد تراجم موجود ہیں۔ خود اردو میں سو سے زیادہ مکمل اور نامکمل قرآنی تراجم موجود ہیں۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔ ایک معینہ وقت میں کئے ہوئے ترجمے لسانی اعتبار سے چالیس پچاس سال بعد ترجمہ کی زبان کی چاشنی کی حدت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ چند الفاظ اور اصطلاحیں متروک ہو جاتی ہیں اور چند نئی اصطلاحوں کی تخلیق ہوتی ہے۔ لہذا کئی تراجم اس لئے بھی کیے گئے کہ وہ اس لسانی ارتقاء کا ساتھ دے سکیں۔
3. تاریخ گواہ ہے کہ ہر عصر میں انسانی معاشرہ، چند خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔ ان کی کچھ اپنی قدریں، خیالات، فلسفہ، فکر اور رجحان ہوتا ہے لہذا ہر عصر میں علماء نے اس چیز کو ضروری سمجھا کہ اپنے ہم عصر زمانے کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ترجمہ کریں۔
4. پتہ نہیں یہ انسان کا غرور و تکبر اور خود پرستی ہے یا معصومیت اور سماج دوستی کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار اپنے مخصوص انداز میں کرنا چاہتا ہے۔ یہ ثابت ہے کہ دنیا کے کوئی دو فرد اپنے افکار و خیالات میں بالکل متماثل اور منطبق نہیں ہو سکتے۔ ہر ایک اپنے خیالات کی ترویج اور بعض مرتبہ بڑی شدت اور زبردستی سے دوسروں کے خیالات کی تردید کے لئے بھی ترجمے کرتے ہیں۔ اس طرح سے نئے نئے ترجموں کا ظہور ہوتا ہے۔
5. قرآن ایک مسلمان کی زندگی کا مرکز اور مقصد ہے۔ اس کا سننا، پڑھنا، پڑھانا اور ترویج کرنا مسلمان کے لئے سب سے زیادہ شرف اور ثواب کی بات ہے۔
6. یہ شعر و شاعری کی حد تک تو صحیح ہے لیکن جب قرآن کا ذکر آئے تو صرف حقیقت ہی واجب ہے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض ترجموں کا مطبع نظر تجارتی بھی ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ غیر مسلم افراد اور ادارے لاکھوں کی تعداد میں ترجمے چھاپ کر ترویج کرتے ہیں اور بے شمار مالی منافع کماتے ہیں۔

7. بعض دشمنان اسلام نے قرآن کو دانستہ مسخ کرنے کی خاطر اس کے غلط ترجمے کر کے چھاپا ہے۔ ان کے انتقامی جذبات اور فاسدانہ خیالات نے قرآن پر اتہامات عائد کرنے کے لئے عجیب و غریب انداز میں ترجمے کئے ہیں۔ ان کا مقصد ہی تخریبی کاروائی ہے۔ ان حاسدان اسلام میں بہت سے غیر مسلم ہیں۔ لیکن الحمد للہ قرآن کی حفاظت اور ترویج کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔<sup>16</sup>

### ترجمہ قرآن کی تحدید

اللہ رب العزت نے قرآن مجید کا عربی متن کو اپنے حبیب ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔ چونکہ قرآن مجید کے اول مخاطبین عربی زبان بولتے اور سمجھتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ: اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ۔<sup>17</sup> ”بے شک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو“

ارشاد باری تعالیٰ:

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا وَّلَیْنِ اَتَّبَعْتَ اَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا وَاقٍ۔<sup>18</sup>

”اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی فیصلے کی صورت میں اتارا اور اے سننے والے! اگر تو ان کی خواہشوں پر چلے گا اس کے بعد کہ تیرے پاس علم آچکا تو اللہ کے آگے نہ تیرا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔“

ارشاد باری تعالیٰ: وَلَقَدْ نَعَلِمَ اَنَّهُمْ يَقُولُونَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ اِلَيْهِ اَعْجَبِيْ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ۔<sup>19</sup> ”اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ وہ کافر کہتے ہیں اس نبی کو ایک آدمی سکھاتا ہے، جس آدمی کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ قرآن روشن عربی زبان میں ہے۔“

قرآن کریم کے متن کا عربی زبان میں نزول دیگر کئی قرآنی آیات میں بھی مذکور ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل اہمیت اور حقیقت قرآن مجید کے عربی متن کی ہے۔ اس لیے قرآن مجید کی تلاوت کے جو فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں ان کا تعلق عربی متن کی تلاوت کے ساتھ ہے۔ اس طرح حفاظت قرآن کے عقیدے کا تعلق بھی عربی متن کی حفاظت کے ساتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترجمہ قرآن کو وہ اہمیت اور مقام و مرتبہ حاصل نہیں ہے جو اس کے عربی متن کو عطا کیا گیا ہے۔

### ترجمہ قرآن کی شرائط

قرآن مجید کے ترجمہ کے حوالے سے تحریف معنوی یا خطائے علمی کا بہت زیادہ امکان ہے جس کو مکمل طور پر ختم کرنا تو شاید ممکن نہیں ہے البتہ اس کو کم سے کم کیا جاسکتا ہے جس کے لیے مترجم کو چاہیے کہ چند اہم شرائط کو ملحوظ خاطر رکھے۔

امام جلال الدین سیوطی نے مفسر قرآن کی شرائط بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”مفسر کے لیے ضروری ہے کہ وہ ”علم اللغۃ، علم صرف و نحو، علم اشتقاق، علم معانی و بیان، علم بدیع، علم قرآت، علم اصول دین، علم اصول فقہ، علم اسباب نزول، علم قصص القرآن، علم الحدیث، علم نسخ و منسوخ، علم محاورات عرب، علم التاریخ اور علم اللدنی۔ میں مہارت رکھتا ہو۔“<sup>20</sup>

### خلاصہ بحث

اس تحقیقی مطالعے میں قرآن کریم کے ترجمہ سے متعلق اہم امور کا جامع جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ترجمہ قرآن صرف الفاظ کی تبدیلی نہیں بلکہ ایک عظیم علمی و دینی ذمہ داری ہے، جس کے لیے مکمل دینی بصیرت، فقہی فہم اور زبان دانی ضروری ہے۔ قرآن کا ترجمہ کرنے کے لیے مترجم کا شریعت کے بنیادی اصولوں، تفسیر کے قواعد، عربی زبان و ادب اور دیگر متعلقہ اسلامی علوم میں مہارت رکھنا ناگزیر ہے۔ تحقیق میں واضح کیا گیا ہے کہ قرآن کے ترجمہ کی ضرورت اپنی جگہ مسلم ہے، لیکن اس عمل میں بے احتیاطی فکری گمراہی اور معنوی انحراف کا سبب بن سکتی ہے۔ اس لیے ترجمہ کے لیے مقرر کردہ شرائط اور علمی معیارات کی پاسداری نہایت ضروری ہے۔ یہی وہ اصول ہیں جن کی بنیاد پر قرآن فہمی کا دروازہ صحیح طور پر کھلتا ہے اور فہم دین کے میدان میں راہنمائی حاصل ہوتی ہے۔



## Bibliography

1. Ma'lūf, Luwīs. *Al-Munjid*. Translated by 'Abd al-Ḥafīz Biliyāwī. Lahore: Maktabah Qudūsiyyah, 2009, 85.
2. Ibn Makram al-Afrīqī, Muḥammad. *Lisān al-'Arab*. Beirut: Mu'assasat al-'Alamī lil-Maṭbū'āt, 2005, 1:424.
3. Ḍafar, 'Abd al-Ra'ūf, Dr. *Ulūm al-Qur'ān*. Lahore: Idārah Nashriyāt, 2017, 285.
4. Ḍafar, 'Abd al-Ra'ūf, *Ulūm al-Qur'ān*, 286.
5. Chishtī, Pīr Muḥammad, *Uṣūl-i Tarjumah*. Peshawar: Maktabah Āwāz-i Haqq, 2017, 196.
6. Ḥarīrī, Ghulām Aḥmad, Professor. *Tārīkh-i Tafsi'r wa Mufasssirīn*. Faisalabad: Malik Sons Publishers, 2011, 55.
7. Ḍafar, 'Abd al-Ra'ūf, *Ulūm al-Qur'ān* 292.
8. Chishtī, Pīr Muḥammad, *Ulūm al-Qur'ān*, 197.
9. Chishtī, Pīr Muḥammad, *Ulūm al-Qur'ān*, 200.
10. Ghāzī, Maḥmūd Aḥmad, Dr. *Muḥāḍarāt-i Qur'ānī*. Lahore: Al-Fayṣal Nāshirān wa Tājirān-i Kutub, 2009, 188.
11. Sharaf al-Dīn, Ṣāliḥah 'Abd al-Ḥakīm, Dr. *Qur'ān Ḥakīm ke Urdū Tarājim*. Karachi: Qadīmī Kutub Khānah, 1981, 72.
12. Sharaf al-Dīn, *Qur'ān Ḥakīm ke Urdū Tarājim*, 73.
13. Al-A'rāf, 7:158.
14. Saba', 34:28.
15. Ibrāhīm, 14:4.

16. Sharaf al-Dīn, *Qur'ān Ḥakīm ke Urdū Tarājim*, 65.
17. Yūsuf, 12:2.
18. Al-Ra'd, 13:37.
19. Al-Naḥl, 16:103.
20. Al-Suyūfī, Jalāl al-Dīn, Imām. *Al-Itqān fī 'Ulūm al-Qur'ān*. Lahore: Suhayl Academy, 1980, 2:180.